ڈاکٹر شائستہ حمید خان
ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ اردو، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، لاہور۔
ڈاکٹر ماجد مشتاق
اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اردو، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، فیصل آباد۔
ڈاکٹر مطلوب حسین
لیکچرار، شعبہ اردو، گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج، ساہیوال۔

خلیق قریشی، شخص اور شاعر: ایک جائزہ

Dr. Shaista Hameed Khan
Associate Professor, Department of Urdu, Govt. College University, Lahore.
Dr. Majid Mushtaq
Assistant Professor, Department of Urdu, Govt. College University, Faisalabad.
Dr. Matloob Hussain
Lecturer, Department of Urdu, Govt. Post Graduate College, Sahiwal.

Khaliq Qureshi, Person and Poet: An Overview

Khaliq Qureshi was a great Journalist and poet of twentieth century. He had a personality of different aspects; a journalist, poet, political worker, editor and social worker. After his death some critical work printed in newspapers but their effort is not sufficient for his literary contributions. This article is a path to know his literary dimensions as well as his personality. So, this article may lead the new scholars towards Khaliq Qureshi's literary work.

Key Words: *Awam, Barg-e-Sidra, Naqsh-e-Kaf-e-Pa, Naat, Dar-o-Deewar-e-Madinah, Pehli Barsaat.*

فیصل آباد کی ادبی و صحافتی تاریخ کا اہم نام خلیق قریشی مرحوم کا ہے جو بیک وقت شاعر، ادیب، صحافی اور تحریکِ پاکستان کے سرگرم رکن تھے۔ فیصل آباد میں ادب کی ترویج کے حوالے سے وہ خود اور ان کا اخبار "عوام" ایک کلیدی کردار کا حامل ہے۔ خلیق قریشی نے قیامِ پاکستان کے بعد لائل پور (فیصل آباد) میں علمی و ادبی

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 3, Issue 3, (July to Sep 2022)
ماخذ تحقیقی مجلہ

سرگرمیوں کی طرح ڈالی اور ان لوگوں کے شانہ بشانہ بھی نظر آئے جنھوں نے ادبی خدمت میں قدم اٹھایا۔

خلیق قریشی مرحوم کا اصل نام 'غلام رسول' تھا۔ وہ ضلع گجرات کے نواحی علاقے موضع لنگیاں خوجے میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد میاں شرف الدین نے گجرات سے فیصل آباد کی طرف سفر کیا اور قیامِ پاکستان سے کافی عرصہ پہلے اپنے خاندان کے ہمراہ لائل پور موجودہ فیصل آباد کے نواحی گاؤں ۲۰ج۔ب میں سکونت اختیار کی۔ خلیق قریشی کی تاریخ پیدائش کے متعلق مختلف آراء موجود ہیں۔ زیادہ حوالے ان کی تاریخ پیدائش ۱۴ اگست ۱۹۱۶ء کے متعلق ہیں جبکہ کچھ آراء انھیں ۱۹۱۳ء سے منسوب کرتی ہیں۔ اس حوالے سے ان کے صاحبزادے ظہیر قریشی کی رائے ملاحظہ ہو:

> "حضرت غلام رسول خلیق قریشی مرحوم کے والدِ گرامی کا اسمِ گرامی میاں شرف الدین مرحوم تھا جنھوں نے موضع لنگیاں خوجے ضلع گجرات سے نقل مکانی کر کے موضوع خانگی چک نمبر ۲۰ج۔ب ضلع فیصل آباد میں رہائش اختیار کی۔ خلیق قریشی مرحوم ۱۴ اگست ۱۹۱۶ء کو موضع لنگیاں خوجے ضلع گجرات میں پیدا ہوئے۔۔۔ ابھی پانچ برس کے تھے کہ والدِ گرامی کا سایہ سر سے اُٹھ گیا۔ خلیق قریشی مرحوم نے فیصل آباد میں میاں غلام باری، میاں عبدالباری اور چودھری کرم الٰہی ایڈووکیٹ کے گھروں میں رہ کر تعلیم حاصل کی۔"(۱)

جبکہ فیصل آباد کی تاریخ کے حوالے سے مؤرخ، شاعر، ادیب اشرف اشعری نے بھی اپنی شہرۂ آفاق کتاب "فیصل آباد (لائلپور) تاریخ کے آئینے میں" بھی یہی تاریخ درج کی ہے۔(۲)

اسی تاریخ کو احمد رضا بھٹی اپنی مرتبہ کتاب "منظوم فیصل آباد" میں درج کرتے تھے۔(۳)

حیرت کا باعث یہ امر ہے کہ انھی کے اخبار "عوام" نے ان کے صاحبزادے ظہیر قریشی کی ادارت میں 'خلیق نمبر' شائع کیا جس میں سید وکیل جیلانی نے ان کی تاریخ پیدائش ۱۹۱۳ء سے منسوب کی ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

> "۱۹۱۳ء میں گجرات کے ایک قصبے میں آنکھ کھولی۔ ابتدائی تعلیم لائل پور (فیصل آباد) میں پائی اور اسلامیہ کالج لاہور سے بی۔اے کی ڈگری حاصل کی۔"(۴)

اسی طرح اسد سلیم شیخ نے کارکنانِ تحریکِ پاکستان کے عنوان سے ایک انسائیکلوپیڈیا مرتب کیا اور اس

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 3, Issue 3, (July to Sep 2022)

میں بھی خلیق قریشی کا سالِ پیدائش ۱۹۱۳ء ہی درج کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

''شاعر، تحریکِ پاکستان کے سرگرم رکن غلام رسول خلیق قریشی ۱۹۱۳ء میں پیدا ہوئے۔''(۵)

خلیق قریشی مرحوم کے خاندانی ذرائع ان کا درست سالِ پیدائش ۱۹۱۶ء اور تاریخِ پیدائش ۱۴اگست بتاتے ہیں۔ والد کا سایہ سر سے اُٹھنے کے بعد فیصل آباد سے میٹرک اور اسلامیہ کالج لاہور سے بی۔ اے کیا۔ ۱۹۳۵ء سے تحریکِ پاکستان کے بارے میں مضمون لکھنے شروع کر دیے۔ تحریکِ پاکستان کے نوجوانوں میں ان کی خدمات نمایاں رہیں جب قائد اعظم لائل پور (فیصل آباد) تشریف لائے تو خلیق قریشی ان کے استقبال میں پیش پیش تھے۔ ان کے نعرے نوجوانوں میں جوش اور ولولہ پیدا کر دیتے تھے۔ قائد اعظم کی تقریر سے پہلے اسٹیج سیکرٹری خلیق قریشی نے اپنی جذباتی تقریر سے لوگوں کے جوش کو مہمیز کیا اور یوں لائل پور کی فضا میں آزادی کی گُونج ایک توانا آواز کی صورت سامنے آئی۔ مسلم لیگ کے پلیٹ فارم سے خلیق قریشی نے آزادی کے حصول کے لیے لوگوں کے خون کو گرمایا اور اس خطے میں آزادی کی لگن پیدا کی۔ اس حوالے سے ڈاکٹر سید معین الرحمٰن رقم طراز ہیں:

''قائد اعظم نومبر ۱۹۴۲ء میں لائل پور تشریف لائے۔ یہاں کے لوگوں نے اپنے قائد اور ساتھیوں کا پُرتپاک استقبال کیا۔ نوجوان راہنما خلیق قریشی ان میں پیش پیش تھے۔ قائد اعظم کی آمد نے شہر کے لوگوں میں نیا ولولہ پیدا کر دیا جو آزادی کی عملی تصویر کا پیش خیمہ ثابت ہوا۔''(۶)

خلیق قریشی مرحوم نے عملی صحافت کا آغاز 'لائلپور اخبار' سے کیا۔ جلد ہی اپنی لگن اور محنت کے بل بوتے پر نائب مدیر بن گئے۔ ۱۹۴۸ء میں اس ادارے کو خیر باد کہا اور اپنا اخبار 'عوام' کے نام سے جاری کیا۔(۷) اس اخبار نے لائل پور اور بعد ازاں فیصل اباد کی صحافتی تاریخ میں نمایاں مقام حاصل کیا۔ خلیق قریشی کی وفات کے بعد ان کے بڑے صاحبزادے ظہیر قریشی نے اس اخبار کو آگے بڑھایا۔ تقریباً چھے دہائیوں تک اس اخبار نے عوامی رہنمائی کا فریضہ سرانجام دیا۔ خلیق قریشی مرحوم ایک صاحبِ طرز شاعر، انسان دوست شخصیت، محبتِ پاکستان سے سرشار اور عوام دوست راہنما کی صورت میں سامنے آتے ہیں۔ قیامِ پاکستان کے بعد انھیں مہاجرین کی آبادکاری کے بورڈ کا سربراہ بنا دیا گیا۔ انھوں نے دن رات محنت کر کے اس فریضہ کو بحسن و خوبی سرانجام دیا۔ یہ وقت تھا کہ وہ

با آسانی جائیداد اپنے خاندان اور عزیز و اقارب کے نام منتقل کرا سکتے تھے مگر ان کے کردار کی سچائی اس بات کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ وہ ذاتی لالچ و ہوس سے کوسوں دور تھے۔ اس فریضے کی انجام دہی میں اُن کی محنت کو آج بھی سراہا جاتا ہے۔ اپنی وفات تک وہ اسی گھر میں مقیم رہے جو اس ذمہ داری سے پہلے ان کے خاندان کی ملکیت تھا۔ تمام عمر کی ان تھک جدوجہد کے بعد بھی ان کے اثاثوں میں اضافہ نہ ہوا۔

خلیق قریشی مرحوم کی طبیعت میں مزاح کا عنصر کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ وہ زندگی کے معاملات کو بوجھ بنانے کی بجائے قہقہوں میں اڑانے کے قائل تھے۔ پہلی زوجہ کے انتقال کے بعد انھوں نے دوسری شادی کی۔ یہ خاتون مشہور شاعر عدیم ہاشمی کی ہمشیرہ تھیں۔ اس شادی سے ان کی اولاد بالخصوص ظہیر قریشی سے معاملاتِ زیست میں کچھ عرصہ کے لیے سرد مہری آگئی تھی۔ خلیق قریشی مرحوم نے ان مسائل کو بھی بحسن و خوبی سلجھایا اور اس طرح کے معاملات پر مزاح کے ہتھوڑے برساتے رہے۔ اس حوالے اشرف یوسفی بیان کرتے ہیں:

> "خلیق قریشی مرحوم معمول کے مطابق صبح کی سیر کر رہے تھے کہ ان کے ذاتی معالج نے انھیں سمجھاتے ہوئے کہا۔ آپ کا جگر خراب ہے آپ کو آرام کرنا چاہیے تو فوراً جواب دیا ڈاکٹر صاحب میرا جگر نہیں، لختِ جگر خراب ہے۔"(۸)

خلیق قریشی مرحوم کی ساری زندگی عملی جدوجہد، حرکتِ عمل اور سعیِ پیہم کی مثال ہے۔ ان کی ذات سے منسوب جذبۂ ایمانی، عشقِ رسولؐ اور حبِ وطن ان کی شخصیت کو مزید دیدہ زیب بناتی ہیں۔ ان کی نعتیہ شاعری ان کے عشقِ رسولؐ کی عکاس ہے تو زندگی کے واقعات حب الوطنی کی مثال ہیں۔ ان کی بیٹی شاہین خلیق لکھتی ہیں:

> "مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ جب ۱۹۷۱ء میں سقوطِ ڈھاکہ کی خبر ملی تو اس وقت ابو جان گھر میں ہی تشریف رکھتے تھے۔ کچھ دیر کے بعد ان کے کوئی قریبی دوست ملنے آئے جو خود بھی تحریکِ پاکستان میں ابو جان کے ساتھ مل کر کام کرتے رہے تھے۔ دونوں دوست ایک دوسرے سے گلے مل کر اس قدر روئے کہ جیسے اس دن کسی قریبی عزیز کی موت واقع ہوئی ہو۔ اس واقعہ سے ان کی پاکستان سے گہری جذباتی وابستگی اور بھی کھل کر سامنے آتی ہے۔"(۹)

خلیق قریشی مرحوم نے صحافتی زندگی میں کارہائے نمایاں سرانجام دیے۔ ادبی صفحہ کا آغاز کیا جو عوام کی

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 3, Issue 3, (July to Sep 2022)

ادبی حلقوں میں شہرت کا باعث بنا۔ اپنے عہد میں ’عوام‘ کے ادبی صفحے پر شائع ہونا ایک اعزاز سمجھا جاتا تھا۔ فیصل آباد کے نامور شعرا کو متعارف کرانے کا سہرا اسی ادبی صفحے کے سر ہے۔ اس اخبار میں علامہ م۔ حسن لطیفی، ساحر قدوائی، سلیم بیتاب، بسمل شمسی، ریاض مجید، انور محمود خالد، نذر جاوید، طاہر صدیقی، نصرت صدیقی اور کئی ایسے نامور شاعروں کو شائع کیا اور ان کی شہرت میں حصہ ڈالا۔ آج کے دور کے بڑے شاعر اس اخبار سے نسبت کو فخر سے بیان کرتے ہیں۔ صحافتی اعتبار سے جس طرح مولانا ظفر علی خاں نے اداریہ کے ساتھ شذرات کا آغاز کیا خلیق قریشی مرحوم نے اخبار کے پہلے صفحے پر ’آج کا مسئلہ‘ کے عنوان سے سلسلہ شروع کیا جو انتظامی سطح پر دستور العمل کی صورت میں لیا جاتا اور یوں عوامی مسائل کی فوری دادرسی کا سبب بنا۔ خلیق قریشی نے ۶ جنوری ۱۹۷۴ء کے دن وفات پائی۔(۱۰)

خلیق قریشی کے علمی و ادبی سرمائے میں ’عوام‘ کے اداریوں کے علاوہ ان کی کتابیں ”ضربِ کاری“، ”تعمیرِ ملت“، ”قائدِ انقلاب“، ”برگِ سدرہ“ (نعتیہ کلام)، ”نقشِ کفِ پا“ (غزلیں) اور ”سردوشِ ہوا“ (نظمیں) شامل ہیں۔ آخر الذکر تین ان کی وفات کے بعد ان کے صاحبزادے ظہیر قریشی نے شائع کیں۔

خلیق قریشی اپنی ذات کی رنگارنگی کی طرح اپنی شاعری میں بھی متنوع جہات کے مالک ہیں۔ حمد، نعت، منقبت، نظم، غزل کے ساتھ ساتھ ملی شاعری سے ان کے تخلیقی وفور کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ ان کی شخصیت خوفِ خدا اور عشقِ رسولؐ کا مظہر تھی۔ ان کے کلام میں یہ دونوں خصائص بخوبی دیکھے جا سکتے ہیں۔ ان کا نعتیہ کلام ”برگِ سدرہ“ کے عنوان سے بعد از مرگ شائع ہوا۔ ان کے چند شعر ملاحظہ ہوں:

شاہِ خیر الانام کے قرباں
انبیاء کے امام کے قرباں

جاں محمدؐ کی ذات کے صدقے
دل محمدؐ کے نام پر قرباں

خاکِ طیبہ پہ جاں تصدق ہو
ارضِ بیت السلام کے قرباں

اشک بہتے ہوئے رخسار تک آ پہنچے ہیں
عرض لے کر تری سرکار تک آ پہنچے ہیں
اب کڑی دھوپ کا ڈر ہے نہ کٹھن منزل کا
ہم ترے سایۂ دیوار تک آ پہنچے ہیں

آپؐ کے در سے کوئی جا نہیں سکتا محروم
لاج رکھ لیجیے گنہگار خلیقؔ آیا ہے

ترا نطقِ مکرمؐ ہو بہو تفسیرِ مصحف ہے
ترا خلقِ معظم معنیِ قرآن رسول اللہؐ(۱۱)

درج بالا مثالوں سے خلیق قریشی کی نعت گوئی کے جوہر نمایاں ہوتے ہیں۔ خصائل و شمائلِ نبویؐ کا بیاں اور عقیدت کی زباں اُن کے مصرعوں کو وہ رعنائی بخشتی ہے جس کی تابناکی دلوں کو منور کر دے۔ حضورِ اقدسؐ سے قلبِ سلیم کا تعلق ان کی نعت گوئی کا خاصا ہے۔ ان کی حمدیہ شاعری میں موضوعات کی متنوع جہات کا عکس بھی نعتیہ شاعری کی طرح ہی جاگزیں نظر آتا ہے۔ خدائے بزرگ و برتر کے حضور استفہامیہ انداز سے اپنے ایمان کا اظہار انھی کا خاصا ہے:

شاخوں کو کس نے سبزہ، حسین پیرہن دیا
پھولوں کو کس نے رنگ دیا، بانکپن دیا
ذرّوں کو کس نے وسعتِ صحرا سمیٹ دی
قطروں کو کس نے جوشِ یم موجزن دیا
کس نے عطا کیا مہ و مہر کو فروغ
کس نے انھیں فروغ دیا پھر گہن دیا
لائی نہ جا سکی تھی سرِ طور جس کی تاب

فاراں پہ کس نے نور وہی من وعن دیا

اس کا کرم کہ مجھ سے گنہگار کو خلیق
اعزازِ اُمتی شہِ ذوالمنن دیا(۱۲)

درج بالا حمدیہ اشعار میں جذبۂ ایمانی کا وفور اور بندے کے ایمان کی پختگی کے زمینی و فطری شواہد کو کس عمدگی سے پیش کیا ہے۔ ایک طرف تو ان کی عقیدت تو دوسری طرف شاعرانہ پختگی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ اس کی نظمیہ شاعری ایک گلدستہ کی طرح ہے جس میں اسلامی تاریخ کے واقعات، سلام، نعتیہ نظمیں، مناسباتِ حرمین سے عقیدت، قائد اعظم سے محبت، ملی شعور، انسانی ہمدردی کے جذبات نظر آتے ہیں۔ اس ذیل میں ان کی نظمیں 'درودیوارِ مدینہ'، 'شہرِ دلبرؐ' مناسباتِ حرمین و آقائے نامدار کی عمدہ مثالیں ہیں۔ 'قربانیِ اسمٰعیلؑ' جیسی نظمیں اسلامی تاریخ کی عکاس اور ذبحِ اسمٰعیلؑ کے واقعے کا عقیدت سے سرشار اظہاریہ ہے۔ حضرت حسینؓ کی خدمت میں سلام بھی ان کی شخصیت اور قربانی دونوں سے نسبت کا اظہار ہے۔ قائد اعظم سے محبت کا اظہار ان کی شہرۂ آفاق نظم 'ملت کا خضرِ راہ محمد علی جناح' سے ملتا ہے جبکہ عوامی مسائل پر ان کی نظمیں 'پہلی برسات' اور 'تیرے بعد' بھی شعری روایت کا اہم اور نمایاں باب مانی جاسکتی ہیں۔

خلیق قریشی کا قلم جہاں بطور صحافی بے باکی کی عمدہ ترین مثال تھا ان کی شاعری میں انسانی جذبات کا وفور ان کے اندر کے نرم و ملائم جذبات کا اظہار ہے۔ وہ نظموں میں جس حقیقت پسندی کا مظاہرہ کرتے ہیں غزل میں ان کی لطافت اور موضوعات کی چاشنی بھی قاری کی توجہ اپنی طرف کھینچتی ہے۔ ان کی غزلوں میں وہ تمام پہلو موجود ہیں جو ناقدین کی نظر میں غزل کی کامیابی کی دلیل سمجھے جاتے ہیں۔

لے آیا ہے پھر یہ دلِ ناداں اُسی در تک
اب یاد نہ تھی جس کی ہمیں راہ گزر تک
پروردۂ طوفان و تلاطم تھا کبھی دل
ملتی نہیں اب اس کے دھڑکنے کی خبر تک
فردائے قیامت ہی سہی بعدِ شبِ ہجر

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 3, Issue 3, (July to Sep 2022)
ماخذ تحقیقی مجلہ

جینا ہمیں ہر حال میں ہے آثارِ سحر تک

ہم جلے لیکن ہمیں تک تھی ہمارے دل کی آگ
ہم شبِ ماہ کی چراغوں کی طرح جلتے رہے

دور رہ کر بھی مرے چاند رہا تو دل میں
کون سی رات یہ دل تجھ سے منور نہ ہوا
ہم نے یادوں کے حسیں قصر کیے ہیں تعمیر
کیا ہوا گر ترا کوچہ نہ ہوا در نہ ہوا

وحشتِ دل لے چلی ہے ساتھ دیوانوں کو آج
یہ خبر بادِ صبا دے دے گی ویرانوں کو آج
اٹھنے والے ہیں کلاہ و تاج پر مجبور ہاتھ
انتباہِ وقت ہے شاہوں کو سلطانوں کو آج

ہائے اِک نام کہ وہ جزوِ رگِ جاں بن کر
دل میں موجود رہے اور جدا کہلائے
جو ترے زلفِ عنبر کے قریں سے گزرے
وہی جھونکے ہیں کہ گلشن میں صبا کہلائے

رہا ہوں خواب میں کل رات کچھ لمحے قریب اُن کے
مری ہر سانس سے آتی ہے پھولوں کی مہک اب تک

نہ تھی تابِ تماشا تو تقاضا کیا ضروری تھا
کہ ہے رُسوا زمانے بھر میں اُن کی اِک جھلک اب تک
یقیں عین الیقیں حق الیقیں تک بس جنوں پہنچا
خرد صیدِ گماں و مبتلائے وہم و شک اب تک

بجھنے لگے ہیں آنکھوں کے جلتے ہوئے چراغ
بجھتے ہوئے دیوں کو ترا انتظار ہے
پہلے تو اعتبارِ غم دوست تھا ہمیں
اب وہ مقام ہے کہ غم اعتبار ہے
دو حرفِ شوق بارِ سماعت نہیں خلیقؔ
کہہ بھی چکو کہ آج فضا ساز گار ہے (۱۳)

ان مثالوں کی روشنی میں ان کی غزل کو فنی و فکری اعتبار سے عمدہ غزل گوئی قرار دینے میں کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہیں ہوتی۔ موضوعات کی وسعت، اُسلوب کی رعنائی، لب و لہجہ کا تنوع، وارداتِ قلبی کا اظہار اور الفاظ و تراکیب کا اچھوتا استعمال ان کی غزلوں کو مزین کرتا دکھائی دیتا ہے۔ خلیق قریشی کی غزل اپنے عہد کے دیگر غزل گو شعرا کے ہم پلہ قرار دی جاسکتی ہے مگر ستم ظریفی یہ کہ ان کی شاعری کو وہ پذیرائی حاصل نہیں جو اس کا حق ہے یا پھر محققین و ناقدین کی سہل پسندی کہ انھیں سامنے کے شعرا سے فرصت نہیں جو ماضی قریب کے اس نمایاں شاعر کی طرف رجوع کریں۔

خلیق قریشی کی شاعری، نظم و غزل، حمد و نعت، منقبت و سلام، ملی موضوعات کی کہکشاں ہے۔ ان کی شخصیت کے کئی ایک پہلو طویل علمی ریاضت کے متقاضی ہیں۔ ان کی شخصیت کے ان پہلوؤں پر مزدی توانائیاں صرف کرنے سے علم و ادب کا یہ نام اپنی تابناکی کے ساتھ جلوہ گر ہو گا۔

حوالہ جات

۱۔ ظہیر قریشی، غلام رسول خلیق قریشی (مختصر سوانح)، مشمولہ: عوام، روزنامہ، فیصل آباد، ۷ جنوری

۱۹۷۵ء

۲۔ اشرف اشعری، فیصل آباد(لائلپور)تاریخ کے آئینے میں،فیصل آباد:مظہر پبلی کیشنز، ۲۰۱۷ء،ص:۵۵۴

۳۔ احمد رضا بھٹی، منظوم فیصل آباد، فیصل آباد:مظہر پبلی کیشنز،۱۹۹۹ء، ص:۲۱

۴۔ محمد وکیل جیلانی، سید، آہ! خلیق قریشی، مشمولہ:اعوام، روزنامہ، فیصل آباد، ۷ جنوری ۱۹۷۵ء

۵۔ اسد سلیم شیخ، انسائیکلوپیڈیا تحریکِ پاکستان، لاہور: سانجھ پبلی کیشنز، س ن، ص:۶۴۷

۶۔ معین الرحمٰن، سید، ڈاکٹر، قائد اعظم اور لائل پور، لاہور: وکٹری بک بنک، ۱۹۹۸ء، ص:۱۷

۷۔ اشرف اشعری، شخصیت آباد، فیصل آباد:مظہر پبلی کیشنز، ۲۰۱۹ء، ص:۱۱۳

۸۔ یہ واقعہ اشرف یوسفی نے حلقۂ اربابِ ذوق فیصل آباد کے 'بیادِ خلیق قریشی' اجلاس میں ۶ جنوری ۲۰۲۱ء کو سنایا۔

۹۔ شاہین خلیق، روشنی کا مینار، مشمولہ: عوام، روزنامہ، فیصل آباد، ۷ جنوری ۱۹۷۵ء

۱۰۔ اشرف اشعری، شخصیت آباد، ص:۱۱۳

۱۱۔ خلیق قریشی، برگِ سدرہ، فیصل آباد: نعت اکادمی، ۱۹۹۱ء

۱۲۔ عوام، روزنامہ، فیصل آباد: ۲۲ جنوری ۱۹۹۵ء

۱۳۔ خلیق قریشی، نقشِ کفِ پا، فیصل آباد: قرطاس، ۱۹۹۴ء